بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت محدث گوندلوی رحمہ اللہ

اس کائناتِ بسیط میں انسانی کارواں ہزاروں سال سے محوِ خرام ہے لاکھوں اور اربوں انسانی زندگیاں پیوند خاک ہو چکی ہیں موت سے نہ پہلے کسی کو رستگاری تھی اور نہ اب ہے جو بھی ذی روح اس کرہ خاکی پر قدم رکھتا ہے اس کے لیے بس ایک خاص مدت مقرر ہے قرآن کے قاعدہ کلیہ سے کسی مفر نہیں مگر کثیر افراد ایسے ہیں جن کا اس دنیا میں آنا اور یہاں سے چلے جانا کاروان انسانی کے لیے کسی خاص دلچسپی اور اہمیت کا حامل نہیں ہوتا البتہ بعض ایسی ہستیاں ہوتی ہیں جن کے اثرات انسانی سماج پر کچھ اتنے گہرے اور وسیع ہوتے ہیں کہ صدیاں گزر جائیں لیکن ان کی یاد جب بھی آتی ہے آنکھیں پُرنم ہو جاتی ہیں مگر آنکھوں سے بہتے ہوئے آنسو پونچھے جا سکتے ہیں قلب مضطرب کو تسکین دی جا سکتی ہے ایک صدمہ کو دوسرا صدمہ ہلکا کر سکتا ہے لیکن جب قلب شگفتگی سے اور حالتِ انبساطی سے محروم ہو کر آہ و بکا منبع بن جائے اور اس میں پژمردگی کی کیفیت اور بے انقباضی کی حالت پیدا ہو جائے تو انسان کے اندر خود بخود ہچکیاں آہیں اور کبھی کبھی ہلکی چیخیں نکلنے لگتی ہیں یہی صورت حضرتِ حافظ صاحب مرحوم کے وصال کی اندوہناک

خبر سن کر عالم اسلام کے گوشہ گوشہ میں پیدا ہو گئی اور دل
ہل کر رہ گیا اعصاب جواب دینے لگے تعزیتی الفاظ حلق میں اٹکنے
لگے سوچنے سمجھنے اور کچھ کرنے کی صلاحیتیں معدوم ہونے لگیں
اپنوں کی حالت غیر ہونا یقینی بات تھی کہ انہیں خصوصی تعلق تھا۔
انہوں نے قریب سے اپنے ممدوح کے شب و روز اور مشاغل
زندگی کا بھی مطالعہ کیا تھا لیکن اس وقت بعض اغیار بھی رو دیئے
کیونکہ حضرت حافظ صاحب دورِ حاضر کے انسائیکلو پیڈیا تھے...... وہ
جن پر علماء حدیث بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں اس لیئے کہ آپ
بلند پایہ محدث اور فقیہہ تھے۔
فقہی مسائل میں آپ کی نگاہ دور رس تھی اور مطالعہ وسیع تھا
آپ جامع العلوم اور بحرالعلوم تھے آپکا برصغیر پاک و ہند کے
قریہ بہ قریہ بستی بستی اور شہر شہر تک فیض پہونچا کتنے ہی علماء
ہیں جنہیں آپ کی رہنمائی و سرپرستی نے جلا بخشی اور وہ آسمان علم
پر آفتاب بن کر چمکے بقول عربی شاعر :-

ومن کثرة الاخبار من مکرماته
یمر لها صنف و یاتی به صنف

عربی شاعر نے اپنے ممدوح کے بارے میں یہ شعر کہکر شاید
مبالغہ سے کام لیا ہو لیکن امام العصر محدث زماں، شیخ القرآن، شیخ الحدیث
حضرت حافظ صاحب مرحوم کے بارے میں آج یہ شعر قطعاً مبالغہ آرائی
نہیں حافظ صاحب مرحوم قدس سرہ کو اللہ تعالیٰ نے اتنے کمالات
و فضائل علمی و عملی اوصاف حسنہ سے بہرہ ور فرمایا تھا کہ آج کوئی

بہترین انشاء پرواز اور اہل قلم ادیب ان میں سے کسی ایک پر تبصرہ کرنا چاہے تو شائید اس کا حق ادا نہ کر سکے۔

میں نے حضرت موصوف کو (جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن میں) ۱۹۷۰ء میں دیکھا آپ وہاں تشریف لایا کرتے تھے۔ درس بخاری اور جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن کی سالانہ کانفرنسوں میں اکثر تشریف لایا کرتے تھے۔

میں حافظ صاحب مرحوم کے متعلق بہت کچھ سن رکھا تھا جب اپنی آنکھوں سے دیکھا تو گویا بہار آگئی ؛

ع وہ سامنے کیا آئے اک طرف بہار آگئی
گویا میری آنکھوں نے فردوس نظر دیکھا

حافظ صاحب مرحوم نے وہاں تقریباً دو دن تک قیام کیا۔ اساتذہ اور طلبہ اکثر حافظ صاحب مرحوم سے سؤال کرتے تھے۔ موصوف بڑے مدلل فاضلانہ اور عالمانہ دلائل و براہین سے جواب دیتے تھے کہ سائل پوری طرح مطمئن ہو جاتے۔

میں نے ابھی تعلیم کا آغاز کیا تھا میرے دل میں حافظ صاحب کی محبت بہت زیادہ ہو گئی اور ان سے اکثر میں ملاقات کرتا رہتا تھا اور ان سے بہت اشکالات کا دفعیہ کرتا رہتا۔

۱۹۷۸ء کے آخر میں حافظ صاحب مرحوم سے (ماموں کانجن) درس بخاری کے موقع پر پھر ملاقات ہوئی میرا بھی آخری سال تھا جناب موصوف درس بخاری دے رہے تھے تو میں نے بڑے بڑے شیوخ و اساتذہ مدرسین کو حافظ صاحب کے علمی نقات نوٹ کرنے

دیکھا۔ موصوف کے درس بخاری میں بڑے بڑے علما و شیوخ بہت دور سے تشریف لایا کرتے تھے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک مرتبہ شیخ الحدیث پیر محمد یعقوب صاحب حفظہ اللہ متعنا اللہ بطول حیاتہ نے دوران سبق فرمایا تھا میں مدت دراز سے بخاری شریف پڑھا رہا ہوں اگر میرے حالات مجھے اجازت دیں تو میری تمنا ہے کہ دوبارہ حضرت حافظ صاحب مرحوم سے بخاری شریف پڑھوں۔ اب تو صحیح معنوں میں بخاری شریف کی سمجھ آنے لگی پیر صاحب جیسے مشہور و معروف شیخ الحدیث کی تمنا کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ عصر حاضر میں ان کے مقام کو کوئی نہیں پہنچ سکا۔ بقول حافظ فتحی مرحوم کہ (حافظ صاحب مدینہ یونیورسٹی کے دوران قیام) ایک مرتبہ بعض شیوخ اور طلبہ نے حافظ صاحب سے کچھ حدیثوں کے بارے دریافت کیا۔ تو آپ نے فرمایا یہ حدیثیں ترمذی شریف میں موجود ہیں سب نے انکار کیا، تو حافظ صاحب مرحوم نے ایک ایک کرکے تمام حدیثیں ترمذی شریف سے دکھا دیں..... بعد میں کلاس میں صاحب تفسیر اضواء البیان نے جو وقت کے خود بڑے عالم تھے حافظ صاحب مرحوم کے متعلق فرمایا تھا...... ما رأیت أعلم علی وجہ الارض من ھذا الشیخ کہ میں نے روئے زمین پر اس سے بڑا کوئی عالم نہیں دیکھا یہ تھے مسلک حدیث کے صحیح جانشین جن کو ڈھونڈنے سے بھی نہیں پا سکو گے۔

ع
کچھ ایسے بھی اس بزم سے اٹھ جائیں گے
تم ڈھونڈنے نکلو گے مگر پا نہ سکو گے

آج حافظ صاحب مرحوم ہم سے دور جا چکے ہیں بہت دور اتنی دور جسکا ہمیں ادراک نہیں جسکا ہمیں فہم بھی نہیں جیسے ہمیں دیکھنے کی صلاحیت اور طاقت بھی نہیں لیکن ہم جانتے ہیں کہ آپ کو رب نے جو ساری کائنات کا خالق ومالک ہے آپ کو اس جگہ بلا لیا ہے جہاں بدلتے ملتے ہیں جہاں صلے ملتے ہیں جہاں اجر حاصل ہوتے ہیں، جہاں ثواب عطار کیئے جاتے ہیں۔

اس دنیا نے آپ کو طعنہ، دشنام و بہتان کے علاوہ کیا دیا چند نادان اور جاہل قسم کے لوگوں نے اپنی اقتدار کی خاطر آپ کے خلاف جھوٹے مقدمات بھی قائم کروائے۔ افسوس کہ آپ کے مقام کو نہ سمجھا مختلف اوقات میں آپ کے خلاف غلیظ الفاظ استعمال کیئے گئے مگر آپ نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی آپ نے اس کے باوجود مسلک اہلحدیث کے بے شمار وارث تیار کیئے، حدیث مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے آپ نے اپنی تمام تر بدنی قوتیں، ذہنی صلاحیتیں، قلمی توانائیاں اور اعصابی طاقتیں بروئے کار لاکر صرف کردیں آپ بذات خود ایک انجمن ایک ادارہ ایک مکتب تھے افسوس کہ جماعت اہل حدیث اس عظیم محدث مجتہد العصر اور عظیم راہنما سے محروم ہوگئی انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ع ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ راحت نصیب فرمائے اور اعلیٰ علیین میں مقام عطار فرمائے آمین ثم آمین

(۱) حضرت محدث گوندلوی رح

حضرت محدث گوندلوی رحمہ اللہ اپنے معمولات، عادات، معاملات اور عبادات میں شرعی آداب کے سختی سے پابند تھے۔ وہ معمولی قسم کے مسئلہ میں بھی کسی اخفا یا ابہام کے قائل نہ تھے۔ آپ کی زندگی ایک کھلی کتاب کی حیثیت رکھتی ہے۔ چنانچہ آپ کی زندگی کے چند گوشوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے جو یقیناً ہمارے لیئے دلیل راہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ حضرت کی پوری زندگی پر لکھنے کے لیئے تو کئی دفتر درکار ہیں۔ دیکھیں یہ سعادت کس کے حصّہ میں آتی ہے۔

علمی معمولات اسلامیہ ہائی سکول گوجرانوالہ کے نزدیک قبرستان روڈ پر ایک چھوٹی سی مسجد جو ٹاہلی والی مسجد کے نام سے مشہور ہے۔ اب وہ چوہدری عبد الواحد صاحب گوندل، اور ان کے رفقا کی جد و جہد اور خلوص و ایثار سے بڑی مسجد بن گئی ہے۔ یہ ۱۹۴۸ء اور ۱۹۴۹ء کی بات ہے کہ اس چھوٹی سی مسجد میں درس الاعظم قائم تھا۔ جہاں بڑے بڑے مدارس سے فارغ التحصیل طلبا حضرت گوندلوی رح سے صحیح بخاری، مؤطا شرح العقائد، مسلم الثبوت، اور سراجی پڑھا کرتے تھے۔ دورانِ درس بڑے بڑے علمی مسائل زیر بحث آتے۔ حضرت حافظ صاحب بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ رموز و نکات بیان فرماتے اور یوں محسوس ہوتا

کہ علم ایک سمندر ہے۔ جو تسلسل اور روانی کے ساتھ بہہ رہا ہے۔ اور طلبہ علمی موتیوں سے اپنے دامن بھر رہے ہیں ذہین اور ہوشیار طلبہ تو حضرت کے درس کو حفظ کر لیتے تھے۔ اشکالات اور مشکلات درس کے بعد حل فرماتے تھے۔ آپ اس مسجد میں بلا ناغہ پانچ وقت تشریف لا کر جماعت کراتے تھے۔ اور ان کا معمول تھا اذان سے پہلے مسجد میں پہنچ جاتے۔ جس طرح آپ نماز کیلئے وقت کے پابند تھے۔ اس طرح درس و تدریس میں بھی وقت کی پابندی فرماتے۔ یہاں تک کہ بارش کی صورت میں بھی گھٹنے تک پانی عبور کر کے مسجد میں بر وقت پہنچ جاتے۔

۱۹۵۰ء میں جامعہ اسلامیہ اہلحدیث گوجرانوالہ کا قیام عمل میں آیا۔ آپ کو اس کی علمی سرپرستی کی دعوت دی گئی۔ جسے آپ نے قبول فرما لیا۔ جامعہ میں صرف پانچ سال تک صرف منتہی طلبہ کی تدریس کا انتظام تھا۔ موصوف فارغ التحصیل طلبہ کو مذکورہ بالا کتابیں پڑھایا کرتے تھے۔ اور راقم الحروف طلبہ کو فاضل عربی کی تیاری کراتا تھا۔ دیگر کتابوں کے ساتھ ساتھ حجۃ اللہ البالغہ اتقان اور شمس بازغہ وغیرہ کتابیں بھی شامل تھیں۔ پانچ سال کے بعد فیصلہ کیا گیا کہ دیگر مدارس کے انتظار کی بجائے اپنے طلبہ تیار کرنے چاہئیں چنانچہ آٹھ سالہ نصاب کے مطابق تعلیم و تدریس کا انتظام کیا گیا۔ حسبِ ضرورت اساتذہ کی خدمات حاصل کی گئیں۔ حضرت گوندلوی مرحوم کی وجہ سے جامعہ کو مرکزی حیثیت حاصل ہو گئی۔ اسی دوران حضرتِ موصوف کو جامعہ سلفیہ کے قیام کے بعد بصد اصرار اس کی تعلیمی سرپرستی پر آمادہ کیا گیا۔ اس سلسلہ میں حضرت مولانا سید داؤد صاحب غزنوی اور حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب سلفی رحمہما اللہ اور حضرتِ مولانا عطاء اللہ

صاحب حنیف بھوجیانی نے بہت زور دیا کہ آپ سلفیہ تشریف لے جائیں۔ چنانچہ آپ وہاں تشریف لے گئے۔ کم و بیش وہاں دو سال تک تدریسی فرائض سر انجام دیئے مگر آب و ہوا کی عدم موافقت کی وجہ سے واپس تشریف لے آئے۔ جامعہ اسلامیہ کی انتظامیہ کمیٹی کے صدر حاجی محمد ابراہیم صاحب انصاری اور ان کے رفقاء نے حضرتِ موصوف کو پھر جامعہ اسلامیہ کی سرپرستی کی دعوت دی آپ نے صرف اسباق پڑھانے کی شرط پر اس پیش کش کو قبول فرمالیا۔ اور صحیح بخاری و خلاصۃ التفسیر پڑھانے لگے۔ یعنی منتہی طلبہ کو متعدد تفاسیر کا خلاصہ بتاتے تھے۔ آپ کا یہ درس بہت معلوماتی اور تحقیقی ہوتا تھا۔ اس طرح عربی مدارس کے فارغ طلباء دوبارہ آپ کے درس میں شامل ہونے لگے یہاں تک کہ جامعہ سلفیہ کے طلباء بھی یہاں آکر پڑھنے لگے۔ اس طرح جامعہ سلفیہ کی حیثیت دگرگوں ہوگئی اسی دوران آپ سماحۃ الشیخ عبد العزیز بن باز چانسلر مدینہ یونیورسٹی کی دعوت پر مدینہ یونیورسٹی تشریف لے گئے۔ اور دو سال تک وہاں بطور شیخ الحدیث، تدریس کے فرائض سر انجام دیتے رہے واپس آکر جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ کی مسندِ تدریس کو رونق بخشی۔ اس کے بعد آپ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب امیر جمعیۃ اہلحدیث پاکستان کی دعوت پر جامعہ محمدیہ تشریف لے گئے۔ اور مسندِ تدریس کو رونق بخشی۔ اس تفصیلی تذکرے سے مقصود یہ ہے کہ حضرتِ موصوف جہاں تشریف لے جاتے وہ جامعہ مرکزی حیثیت اختیار کر جاتا۔ یہ ان کی علمی عظمت کی بیّن دلیل ہے۔ پھر آپ تاحیات جامعہ محمدیہ سے منسلک رہے۔

ذریعہ معاش حضرتِ موصوف مسیح الملک حکیم اجمل خاں کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ اور آپ نے طب کی تعلیم اعلیٰ درجے میں حاصل کی۔ جب راقم ۱۹۴۸ء میں گوجرانوالہ آیا تو طبابت و حکمت آپ کا ذریعہ معاش تھا۔ وہ تدریس سے فارغ ہو کر گھر میں ہی حکمت کا کام کرتے تھے معاشی وسائل کی کمی کے باوجود آپ برسوں تک درس اور جامعہ اسلامیہ میں بلا معاوضہ پڑھاتے رہے۔ خیر القرون کے بعض اسلاف کیطرح شروع ہی سے اچھا اور صاف ستھرا لباس پہنتے تھے۔ پچھلے برس گھٹنے میں درد کی وجہ سے چل پھر نہ سکتے تھے چنانچہ جامعہ محمدیہ کے طلبہ گھر جا کر ہی صحیح بخاری پڑھتے تھے۔ اور دیگر علماء کرام اپنی علمی مشکلات کے لیئے آپ کے گھر ہی تشریف لے جاتے۔

اخلاق و عادات تندرستی و صحت کے زمانے میں آپ کی گفتار اور رفتار کا انداز بالکل سنت نبوی کے مطابق ہوتا تھا۔ چلتے وقت پاؤں اٹھا اٹھا کر رکھتے تھے۔ اور ادھر ادھر نہیں دیکھتے تھے۔ اگر کسی چیز کو دیکھنا ہوتا تو پہلے ٹھہر جاتے، پھر حسب ضرورت چیز کو دیکھ لیتے۔ گفتگو کے دوران ہلکی سی مسکراہٹ ان کی عادت تھی۔ کھل کھلا کر ہنسنے کی بالکل عادت نہ تھی۔ بلا ضرورت گفتگو نہ فرماتے بلکہ ذکر و اذکار میں مصروف رہتے، اپنے مافی الضمیر کے اظہار میں نہائیت شیریں الفاظ استعمال کرتے تھے۔ غالباً ۱۹۴۹ء کی بات ہے حضرت موصوف نے مرکزی جامع اہلحدیث، چوک اہلحدیث کے بالمقابل اپنا مطب

قائم کیا تھا۔ راقم الحروف علمِ طب کے حصول کیلئے ہر روز حاضری دیتا۔ وہاں دوا سازی کے کئی کام ہوتے تھے۔ مجھے معلوم ہوتا کہ فلاں دوا ابھی تیار کرنا ہے۔ حضرت سے پوچھتا کہ میں دوائی بناؤں، یہ فرمانے کی بجائے کہ بناؤ، یہ فرماتے بنائیں گے۔ پوچھتا فلاں جگہ سے فلاں چیز لے آؤں۔ فرماتے لے آئیں گے۔ حقیقت یہ ہے انہیں کسی پر حکومت چلانے کی عادت نہ تھی۔ اور نہ ہی ان کے کلام میں ٹوکا ٹاکی تھی۔

عبادات نماز کے متعلق پہلے ذکر کر چکا ہوں کہ بلا ناغہ جماعت کے لئے تشریف لاتے ہر روز فجر کی نماز کے اسی جگہ مصلّی پر معتکف رہتے اور وظائف و اوراد میں منہمک رہتے۔ طلوعِ شمس کے بعد کراہت کا وقت ختم ہونے پر چاشت کی نماز پڑھ کر گھر تشریف لے جاتے۔ پھر گھر سے واپس آکر پہلے صحیح بخاری، مؤطا اور باقی کتابیں پڑھاتے تھے۔ تہجد کی نماز بڑی باقاعدگی سے ادا فرماتے ہر مہینے میں باقاعدہ ایام البیض کے تین روزے رکھتے تھے۔ عرصے کی بات ہے آپ نے فرمایا طبیعت کی کمزوری کی بنا پر ایام بیض کے روزے چھوڑ دیئے تو بواسیر کی تکلیف ہو گئی۔ پھر خود ہی فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ روزے کی وجہ سے بیماری رکی ہوئی تھی۔ روزے چھوڑنے کی وجہ سے بیماری عود کر آئی ہے۔ اس سے معلوم ہے کہ آپ خیر القرون کے مسلمانوں کی یادگار تھے۔ آپ کی سیرت، عادات اور معاملات عہد اسلاف کی یاد دلاتے ہیں۔ آپ کے اٹھ جانے سے ایک عہد کی تاریخ ختم ہو گئی۔ اب آپکے پایہ کی کوئی شخصیت نظر نہیں آتی۔ اللہ تعالیٰ انہیں کروٹ کروٹ جنۃ الفردوس عطا فرمائے، آمین

(۲) مخدومی حضرت محدث گوندلوی رح

از مولوی عبدالغفار صاحب بھارت

مخدومی محترم و مکرم مولانا حافظ محمد صاحب گوندلوی رح نہ صرف یہ کہ میرے شیخ تھے بلکہ میرے مشہور شیوخ اور اساتذہ کے بھی شیخ تھے۔

محدث کبیر شارح مشکوٰۃ المصابیح مولانا المکرم عبید اللہ صاحب مبارکپوری حفظہ اللہ تعالیٰ ورعاہ ومتعنا اللہ لطول حیاتہ، ماہر معقول ومنقول مولانا نذیر احمد رحمانی اعظمی اور مناظر اسلام مولانا عبدالوکیل صاحب خطیب حفظہما اللہ تعالیٰ ان تینوں اساتذہ کرام سے راقم الحروف نے درس نظامی کی چھوٹی بڑی کتابیں پڑھی ہیں اور بہت سے علمی مسائل میں ان حضرات سے استفادہ کیا ہے خاص طور پر مولانا عبیداللہ مبارکپوری سے بہت زیادہ استفادہ کا موقع ملا ہے۔

یہ تینوں حضرات محترم حافظ صاحب کے تلامذہ سے ہیں محترم حافظ صاحب مرحوم اپنے شباب کے زمانہ میں دارالحدیث رحمانیہ دہلی کی مسندِ تدریس کو رونق بخشتی تھی۔ اسی زمانہ میں حضرات ثلاثہ نے ان کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا تھا۔

محترم حافظ صاحب رح سے میری پہلی ملاقات غالباً ۱۹۲۷ء میں ہوئی تھی جبکہ حافظ صاحب دارالحدیث رحمانیہ کی تدریس سے فارغ ہو چکے تھے اور دارالسلام عمرآباد (مدراس) کے پابہ رکاب تھے۔

افسوس ہے کہ مجھے باقاعدہ طور پر حافظ صاحب سے تلمذ کا شرف

حاصل نہ ہو سکا۔ لیکن مختلف اوقات میں استفادہ کیا موقع ملا۔ اور مرافقت کا شرف حاصل ہوا۔

(۱) ۱۹۵۹ء میں جامعہ سلفیہ (لائل پور) فیصل آباد میں ایک سال تک ہم دونوں نے تدریس کے فرائض انجام دیئے۔ مولانا محترم مرحوم شیخ الحدیث تھے جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم کا درس دیتے تھے اور راقم الحروف کے ذمہ سنن ابوداؤد، مقدمہ ابن خلدون اور کتب ادب عربی کی تدریس تھی۔ ایک مرتبہ دوران تدریس مقدمہ ابن خلدون کا ایک ایسا جملہ سامنے آیا جو حل نہیں ہو رہا تھا بہت غور و فکر کیا لیکن اس کا مطلب واضح طور پر سمجھ میں نہ آسکا محترم حافظ صاحب مرحوم ومغفور کی طرف رجوع کیا گیا۔ انہوں نے برجستہ انداز میں عبارت کا صحیح مطلب ذہن نشین کرا دیا، **فللہ الحمد**۔

(۲) ۱۹۶۴ء میں جامعہ اسلامیہ (کلیۃ الشریعۃ) مدینہ طیبہ میں تدریس کے دوران مرافقت کی سعادت حاصل ہوئی۔ نیز اسی سال ایک ساتھ حج کرنے کا شرف بھی حاصل ہوا۔ **اللھم تقبل منا ومنہ**۔ اور اسی عرصہ میں جامعہ اسلامیہ کے عرب مدرسین اور اساتذہ کرام کے اصرار پر "دارالحدیث" مدینہ طیبہ میں حافظ صاحب نے ہفتہ وار (مغرب کے بعد) صحیح بخاری کا درس شروع کیا جو کئی ماہ جاری رہا۔ اس درس سے راقم الحروف نے بھی بہت سے فوائد حاصل کیے۔

عرب اساتذہ مثلاً شیخ عطیہ سالم، شیخ شقرا اردنی، شیخ محمد مجذوب شامی، شیخ عبدالقادر شیبۃ الحمد اور الشیخ عمر فلاتہ ان کے تبحر علمی اور قوتِ حافظہ سے بہت زیادہ متاثر ہوئے تھے۔

اصل حقیقت یہ ہے محترم حافظ صاحب کلیہ کے نہ صرف طلبہ کے لیئے بلکہ اساتذہ اور شیوخ کے لیئے بھی انتہائی مفید تھے۔ افسوس ہے کہ طلبہ نے حافظ صاحب محترم کی قدر نہیں۔ اس کے برعکس اساتذہ کرام اب تک محترم حافظ صاحب کو یاد کرتے ہیں

سنہ ۱۹۸۴ء میں راقم الحروف نے تفہیمات جلد اول میں مندرج مشہور مضمون "مسلک اعتدال" پر تبصرہ کی درخواست کی تھی جس کے جواب میں حافظ صاحب مرحوم نے علمی اور تحقیقی انداز میں تبصرہ فرمایا یہ تحریر اب تک میرے پاس محفوظ رہی اور اب یہ غیر مطبوعہ اہم تحریر برائے اشاعت ارسال ہے۔

آج کل درایت اور "اجتہاد" کا بہت چرچا ہے اس لیئے "الاعتصام" میں اس کی اشاعت بہت زیادہ مفید اور نفع بخش ثابت ہوگی۔

جزاہ اللہ عنا خیرا لجزاء، اللھم لا تحرمنا اجرہ ولا تفتنا بعدہ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمد گوندلوی آبادی حاکمرائے گلی حسن شاہ

بمطالعہ عزیزم مولوی عبدالغفار صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ دعافاہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپ کا لفافہ ملا آپ کے مکتوب سے آپ کی محبت حدیث معلوم ہوتی ہے اللھم زد فزد